اُٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں
نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے

الکشن، ممبری، کونسل، صدارت
بنائے خوب آزادی نے پھندے

میاں نجار بھی چھیلے گئے ساتھ
نہایت تیز ہیں یورپ کے رندے

☆☆☆☆☆☆

کارخانے کا ہے مالک مردکِ ناکردہ کار
عیش کا پُتلا ہے، محنت ہے اسے ناسازگار

حکمِ حق ہے لیسَ لِلاِنسانِ اِلّا مَاسَعیٰ
کھائے کیوں مزدور کی محنت کا پھل سرمایہ دار

☆☆☆☆☆☆

سُنا ہے میں نے، کل گفتگو تھی کارخانے میں
پُرانے جھونپڑوں میں ہے ٹھکانا دستکاروں کا

مگر سرکار نے کیا خوب کونسل ہال بنوایا
کوئی اس شہر میں تکیہ نہ تھا سرمایہ داروں کا

☆☆☆☆☆☆

مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے
من اپنا پُرانا پاپی ہے، برسوں میں نمازی بن نہ سکا

کیا خوب امیرِ فیصل کو سنوسی نے پیغام دیا
تُو نام و نسب کا حجازی ہے، پر دل کا حجازی بن نہ سکا

تر آنکھیں تو ہو جاتی ہیں، پر کیا لذت اس رونے میں
جب خُونِ جگر کی آمیزش سے اشک پیازی بن نہ سکا

اقبال بڑا اُپدیشک ہے، من باتوں میں موہ لیتا ہے
گفتار کا یہ غازی تو بنا، کردار کا غازی بن نہ سکا

☆☆☆☆☆☆

بخاری صاحب نے کلیاتِ اقبال میں سے ان نظموں اور غزلوں اور قطعات کا انتخاب کیا ہے جو آج کے دور میں قارئین کو فکرِ اقبال کی طرف رجوع کرنے پر مجبور کر سکتے ہیں۔ اقبال زندہ جاوید اور زندہ رود ہے جب تک دنیا قائم ہے اور اس میں اردو دان و اردو خواں موجود ہیں، اقبالؒ کی محفل آباد رہے گی۔

اللہ اس محفل کو اسی طرح شاد و آباد رکھے۔

